کلامِ رومی سے ضوفشاں رحمتِ الٰہیہ کی مختلف جہات: ایک موضوعی مطالعہ

Divine Mercy and its Scintillation Manifested Through the Rūmī's Couplets: A Thematic Study

Muhammad Ishfaque *
Manzoor Ahmed Al Zahri **

Abstract
This paper intends to know the concept of Divine Mercy from the most reflective verses of Mathanvī Mawlānā Rūm a treatise of valuable contribution dealing with the philosophies of metaphysical realm. It has been examined and scanned thematically that how mercy and compassion concerning anthropocosmic entities projecting the nexus among God, man and universe vis-à-vis social life and rhythm has been mentioned in the Rūmī's couplets. We may observe thematically, Rūmī's concept and its comparative review in relation to the other mystical thought and opinions with a brief historical sketch related to the subject notion. In this way we arrived at the conclusion that there are similarities of concepts in the spiritual heritage of Islam. This study also highlighted that the Qur'anic verses play as a precursor behind Rūmī's message concerning the discourse of mercy spreading light of guidance for humanity. His insight is encapsulated with concept of compassion which is a panacea for self rectification as well as a way towards social amelioration in any particular context.
Keywords: Divine Mercy, Rūmī's Couplets, Thematic Study, Social Amelioration, Insight and Guidance

تمہید

تصوّر رحمت قدیم فلاسفہ سے اب تلک زیر بحث ایسا اہم موضوع ہے جسے مختلف جہات سے اربابِ علم ودانش دامنِ تحریر میں لاتے رہے ہیں۔ ارسطو کے مطابق انسان کو پائیدار اور منطقی بات کرنی چاہیے جبکہ رحمت ایک ناپختہ جذباتی رد عمل ہے۔اس کے برعکس Yuriy Khodanychنے ارسطو کے تصور رحمت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھاہے کہ:

"From Aristotle's point of view, mercy is associated with the notions of moral virtues, deeds and aspirations for happiness."[1]

علاوہ ازیں سجاد رضوی کے مطابق رحمت سے وجودی حقائق منسلک ہیں جبکہ نوافلاطونیت(Neoplatonic) اسلامی فلسفہ رحمت سے ہم آہنگ لگتے ہیں جب دونوں رحمتِ الٰہیہ سے اشیاء کے وجود کے امکانات اور قائم رہنے کو اس(رحمت) کے بہاؤ کے عمل کو مرکزی وجہ کے طور پر زیر بحث لاتے ہیں۔[2] تاہم تصور رحمت مِن جانب خالق ہو یا مخلوق اس کا معاشرے میں باہمی تعلق مثبت یا منفی طور پر زیر بحث رہاہے۔ عقائد کے باب میں معتزلہ ہوں جنہوں نے اصول خمسہ میں عدل کے سامنے رحمتِ الٰہیہ پر سوالیہ نشان اٹھائے یا انزلم(Anselm)، جس کے مطابق یہ قانونی سقم ہے کہ الوہی انصاف کے تقاضوں کی بجائے رحمت کے اطلاق سے ایک فرد کو عدل کے برعکس چھوٹ، رعایت یا زیادہ عطا کردیا جاتاہے۔[3] اسی طرح انسانی حقوق کے فلسفہ میں خالد ابو فضل کا رحمت کو کلیدی کردار کے طور پر گردانناالغرض مسلمان فلاسفہ

* Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, HITEC University Taxila, Pakistan
** Associate Professor of Islamic Law, HITEC University Taxila, Pakistan

اور صوفیاء عظام نے رحمتِ الٰہیہ اور خالق، کائنات، اور انسان کا ربط کے وجودی پہلو (Ontological Aspect) ، کہ ہر موجود کو وجود میں لانے اور ماحول کا ایسا دائرہ کار متعین کرنے جس میں مخلوقات کی حیات اور قیام ممکن ہو صرف اور صرف صفتِ رحمت کے ظہور کا نتیجہ ہے۔

شیخ محی الدین ابن العربی رحمت کو کائنات کے وجودی پہلو سے مربوط کرتے ہیں۔ کہ کائنات کی ہر شے (کا وجود اور قائم رہنا) آغوشِ رحمت کے مرہون منت ہے۔[4] شیخ الاشراق ملا صدرا کا بیان کردہ تصورِ رحمت کے اور (Triemph of Mercy)[5] جسے ممکن ہے ہم رحمت کا فاتحانہ ظہور کے طور پر سمجھنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ جبکہ شیخ عبدالکریم الجیلی کائنات میں ہر طرح رحمتِ الٰہیہ کے نظارے اور بارگاہ صمدیت کے ہر سو جلووں پر لب کشائی کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ ربوبیت کی تمثیل گنے کی ہے اور رحمت کی مثال اس گنے کے رس کے مترادف ہے۔[6] گویا الجیلی نے ربوبیتِ الٰہیہ کو گوہر جبکہ رحمتِ الٰہیہ کو آب گوہر قرار دیا ہے۔

مثنوی کی ابحاث ایک شاہکار کی حیثیت رکھتی ہیں جو ایسی شستہ ہیں جن کے تکرار سے دل و دماغ کو نئی توانائی میسر آتی ہے۔ کلامِ رومی میں مذکورہ تمام اشعار اپنے اپنے مضامین کے لحاظ سے قابلِ توجہ ہیں۔ یہ کلام مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے رشحاتِ قلم اور فکری اپج کا نتیجہ ہے کہ جب سے مثنوی منصہ شہود پر ہے ہر کسی نے اپنی اپنی حیثیت سے اس مؤثر ذخیرہ اور ورثہ علمی سے سیرابی حاصل کرتے ہوئے فکر و آگہی سے خود کو مزین کیا ہے۔

تاہم مثنوی کے اشعار میں مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا تصوّر رحمت بھی اپنے دامن میں انفرادیت کا حامل ہے۔ ولیم چیٹک کے مطابق رومی نے ظاہری نظمِ اشعار سے بڑھ کر حقائق پر مبنی پیغام اور تصّورات کے بہاؤ پر زیادہ زور دیا۔[7] اس موضوعی مطالعہ کے دوران چند عناوین کے تحت تصور رحمت اور اس کی بعض جہات پر سرسری نظر سے کلامِ رومی سے ضوفشاں رحمتِ الٰہیہ کی مختلف جہات کو ممکنہ حد تک سمجھے اور ان سے استفادہ کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ جس پر عمل سے معاشرتی اصلاح میسر آسکتی ہے۔

رحمتِ الٰہیہ کی ماہیت (Quiddity)

صفات کے اثرات محسوس کیے جا سکتے ہیں رحمت کی ماہیت کے متعلق مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اظہار کرتے ہیں کہ اللہ کی رحمت کے آثار کے پھل ظاہر ہیں جنکی کامل ماہیت و حقیقت وہ خود ہی جانتا ہے۔ مزید لکھتے ہیں کہ کمال اوصاف کی ماہیتیں، آثار و نشانات اور مثالوں سے ہی سمجھے جا سکتے ہیں۔

ظاہر ست آثارِ میوہ رحمتش
لیک کے داند جز او ماہیتش
ہیچ ماہیّاتِ اوصاف کمال
کس نداند جز بآثار و مثال[8]

ان اشعار سے قبل ناصحانہ انداز میں لکھتے ہیں کہ اے بیٹا بے مثال کی رحمت کو یوں سمجھ کہ سوائے نشان کے اسے معلوم کرنا مشکل ہے۔

رحمتِ بیچوں چنیں داں اے پسر
ناید اندر وہم از وے جز اثر [9]

دفتر اوّل میں ایک واقع بیان کرتے ہیں کہ ایک روز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا آقا علیہ السلام سے سوال کیا کہ بارش ہوئی مگر آپ ﷺ کا بابرکت لباس نہ بھیگا۔اس دوران آپ رضی اللہ عنہا نے چادرِ رسول ﷺ کو دوپٹہ کے طور پر اوڑھا ہوا تھا۔اس صورتِ حال کی منظر کشی مولانا روم نے ان الفاظ میں کی جو رحمت کی ماہیت کی طرف اشارہ کرتے ہیں

ایں چنیں باراں زِ ابر دیگر است
رحمت حق ور نزولش مضمر است [10]

سیّدہ کے سوال کے جواب میں آپ ﷺ کا فرمان مبارک شاعری میں ڈھالتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ یہ عام معمول کے مطابق برسنے والی بارش نہیں بلکہ کسی دوسرے ابر کی ہے۔جس کے نازل ہونے میں رحمتِ الٰہیہ (Divine Mercy) پوشیدہ ہے۔

شاہ ولی اللہ اسماء وصفاتِ الٰہیہ کے باب میں رحمت کے بارے واضح کرتے ہیں کہ الرحمان نام کی تجلی سے یہ کائنات کے نظام کی ابتداہے اسکی جہات کا ادراک ممکن نہیں (مگر یہ ضرور ہے کہ وجود کا قیام شان رحمت کی وجہ سے ہے)۔[11] اسی طرح مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بھی دوسرے علماء وصوفیاء کے بیان کردہ تصور رحمت کے قریب تر ہیں جو اسلام کے علمی ورثہ میں ہم آہنگی کی دلیل ہے۔

"رحمتی سبقت غضبی" اور کلامِ رومی (My Mercy Precedes over My Anger)

مولانا روم اللہ کی رحمت کا غضب پر سبقت کے ذکر کے ساتھ انبیاء کے غلبے کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ ان کا دشمن پر غلبہ رحمت کا نتیجہ ہے،اور جو اس کی ضد یعنی کافر ہے وہ قہر کا نتیجہ ہے۔

رحمتش بر نقمتش غالب شود
چیرہ زاں شد ھر نبی بر خصم خود
کو نتیجہ رحمتست وضد او
از نتیجہ قہر بود آن زشت رو [12]

اللہ تعالیٰ کا فرشتوں سے خطاب،یوں نقل کرتے ہیں کہ :

زآنکہ این دمہا چہ گر نالایق است
رحمت من بر غضب ہم سابق است [13]

اسلیے کہ یہ معمولی باتیں اگرچہ مناسب نہیں ہیں لیکن میری رحمت، غضب پر سبقت رکھتی ہے

تا کہ رحمت غالب آید یا غضب
آب کوثر غالب آید یا لھب[14]

سبق رحمت راست وااین از رحمت است
چشم بد محصول قہر ولعنت است[15]

'سبقت رحمتی علیٰ غضبی' کی شرح میں لکھتے ہیں کہ اسکی رحمت اسکے قہر وغضب سے پہلے ہے۔ تو آگے بڑھنا چاہتا ہے تو سابق جو پہلے ہے یعنی رحمت کی تلاش کر

رحمتِ او سابق ست از قہر او
سابقی خواہی برو سابق بجو[16]

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ چنے کا آگ میں پکنے کا تمثیلاً واقعہ بیان کرتے ہیں کہ اس میں ذائقہ پیدا کر کے ایسی غذا جو بدن کے لیے توانائی اور طاقت کا ذریعہ بنتی ہے تب ہی ممکن ہے جب چنے کو خوب آگ میں پکا لیا جائے۔

رحمتش سابق بدست از قہر زاں
تا ز رحمت گرد داہل امتحاں
رحمتش بر قہر از آن سابق شدست
تا کہ سرمایہ وجود آید بدست[17]

اس کی رحمت قہر سے اس لیے پہلے ہے تا کہ رحمت کے ذریعے وہ آزمائش کے قابل بن جائے اور اس کی رحمت اس کے غضب سے اس لیے بھی پہلے ہے تا کہ وجود کا سرمایہ ہاتھ آ جائے۔ ان اشعار سے " رحمتی سبقت غضبی" کو مختلف پہلوؤں سے دیکھا جا سکتا ہے۔

وجود اور حیات (Existential Aspects of life)

وجود اور حیات، رحمت کی وجہ سے ہے۔ دوسرے صوفیاء عظام کی طرح مثنوی کے مطالعہ سے بھی اس بحث پر اشعار موجود ہیں۔

رحمت تو وآں دم گیرای تو
پر شود این عالم از احیای تو[18]
چونک دریاہای رحمت جوش کرد
سنگہا ہم آب حیواں نوش کرد[19]

جیمز ونسٹن مورس کے ہاں ملا صدرا کا تصور رحمت اس طرح واضح ہے کہ:

His special activity is nothing but His Mercy in this world and in the world hereafter, His (al-ʻInāyah) i.e. Providential Ordering (of the intelligible structure of Being), and

His assuring that all things receive their due. [20]

اسی طرح مولانا روم رحمۃاللہ علیہ مزید رقمطراز ہیں

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما

حامل عرشی و قبلہ دادھا[21]

تو فرشتہ رحمتی رحمت نما

زانک مرغے را نیاز ار دھا[22]

ای شفا و رحمت اصحاب درد

تو ہماں کن کان دو نیکو کار کرد[23]

سبق رحمت گشت غالب بر غضب

ای بدیع افعال و نیکو کار رب[24]

اینی میری شمل مولانا روم کے مطالعہ کی روشنی میں رقمطراز ہے۔

The Divine Grace which is concealed behind the two letters of the creative address Kun 'Be!' is without end, and can still produce more marvelous things and event …according to Divine Wisdom … Divine Grace is the true mother or nurse of the soul… God wrath and His Mercy both help the development of the world .[25]

مزید براں آپ کے مطابق چودھویں کے چاند سے نور کا زیادہ عطا ہونا صفت رحمت کا سبقت لے جانا ہے۔

سبق بردہ رحمتش واں غدر را

دادہ نوری کہ نباشد بدر را[26]

ہر شے کو عدم سے وجود میں آنا یعنی (Creatio ex nihilo) اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کے مرہونِ منت ہے۔

رحمت وعدل کا حسنِ امتزاج (Mercy and Justice Mutual Nexus)

مولانا روم رحمۃاللہ علیہ کے مطابق چوروں پر اور ہر منحوس ہاتھ پر رحمت کرنا کمزوروں پر زحمت اور بے رحمی کے مترادف ہے۔

رحم بر دزدان و ہر منحوس دست

بر ضعیفان ضربت و بی رحمیست[27]

اور قاضی زحمت اور لڑائی کے دور کرنے کا ذریعہ ہے اور انصافِ قیامت کے سمندر کا ایک قطرہ ہے۔

ہست قاضی رحمت و دفع ستیز

قطرہ ای از بحر عدل رستخیز.[28]

غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عدل ورحمت کا حسین امتزاج واضح کرنے کے لیے انسانی فکر کے سامنے رومی کے اشعار اپنی اہمیت کے حامل ہیں۔

ادب واخلاقیات اور رحمت (Mercy and Ethics and Value)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مثنوی کے شروع میں ادب سے متعلق رقمطراز ہوتے ہوئے واضح کرتے ہیں کہ بے ادبی انسان پر رحمتِ الٰہیہ کے دروازے بند کرنے کا ذریعہ ہے۔ آپ قومِ موسوی پر اترنے والے رزق کی بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حسد، تکبر اور غرور کی وجہ سے رحمتِ الٰہیہ کا در اُس قوم پر بند ہو گیا۔

زاں گدا رویانِ نادیدہ زِ آز
آں در رحمت برایشاں شد فراز[29]

قرآن حکیم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی روگردانی کے باوجود، فضل اور رحمت نے ہی تباہی کو ان کی طرف آنے سے روکے رکھا۔[30]

شیخی بگھارنا (Vain talk) نرمی اور کرم کو لوٹا دیتی ہے اور رحمت کی شاخ کو جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے۔ اگر راست گوئی میں مشکلات ہو تو خاموشی کے اختیار کرنے سے انسان کو کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ملتا ہے۔

لاف وادادِ کرمہامی کند
شاخ رحمت راز بن بری کند
راستی پیش آر یاخاموش کن
وانگہان رحمت ببین ونوش کن[31]

صبر اور خاموشی رحمت کو کھینچ لاتی ہے، انبیاء کرام نے ناامیدی سے منع فرمایا کہ رحمتِ الٰہیہ کی وسعت کی کوئی انتہا نہیں۔ کہ احسان والے رب سے مایوسی کیسی۔ ان اشعار میں انبیاء اور مخلوق کے درمیان رحمت کے رشتہ کی عملی صورت بیان کی گئی۔

صبر وخاموشی جذوب رحمتست
ویں نشان جستن نشان علتست[32]
انبیاء گفتند نومیدی بدست
فضل ورحمتہائے باری بے حدست
ازچنیں محسن نشاید ناامید
دست درفتراک ایں رحمت زنید[33]

شاہ را باید کہ باشد خوی رب

رحمت او سبق دارد بر غضب[34]

بادشاہ کسی مصلحت سے خون کر دیتے ہیں لیکن ان کی محبت، غصہ سے بڑھ جاتی ہے آپ کے مطابق بادشاہ کو خدائی مزاج کا ہونا چاہیے اس کی رحمت غصہ پر سبقت والی ہو۔

پادشاہان خون کنند از مصلحت

لیک رحمت شاں فزونست از عَنَت

شاہ را باید کہ باشد خویِ رَب

رحمتِ او سبق گیرد بر غضب[35]

اس طرح مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے سلبی اور ایجابی پہلو بیان کر دیے تاکہ انسانیت ایسے اخلاق و سلوک کی راہ اختیار کرے جو اسے رحمت کا حقدار بنادے۔

رحمانیوں کی معیت و قربت (Company of People Blessed with Mercy)

کسی کو رحمتِ جزوی عطا ہوتی ہے اور کچھ ایسے ہوتے ہیں جو رحمتِ کلی کے حاملین ہیں۔ عوام جزوی رحمت کے حامل جبکہ کے ہمام اور معاشرہ کے رہنما اور صاحبِ فکر کلی رحمت سے مزین ہوتے ہیں۔ آپ کے مطابق جزوی رحمت والوں کا کلی رحمت والوں سے ربط ان کے انعامات میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس لیے ربط ان کے ساتھ رکھیں جہاں رحمت زیادہ ہو۔

رحمت جزوی بود مر عام را

رحمت کلی بود ھمام را

رحمت جزوش قرین گشتہ بکل

رحمت دریا بود ہادی سبل

رحمت جزوی بکل پیوستہ شو

رحمت کل را تو ہادی بین و رو[36]

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ اصحاب کہف کے کتے کے بارے لکھتے ہیں کہ اس کا غار کے باہر قائم رہنا دراصل وہ عارفانہ آب رحمت ہے جس سے وہ سیرابی پاکر اس سنگت سے مستفید ہو رہا ہے۔

تا قیامت می خورد او پیش غار

آب رحمت عارفانہ بی تغار[37]

آپ رحمۃاللہ علیہ ایک ایسے ولی کا تذکرہ کرتے ہو جو لکڑیاں جنگل سے لارہا تھا کسی نے اس کی کمزور حالت دیکھ کر اپنے پاس سے سونا دینے کی کوشش کی کہ دو تین دن بغیر محنت سے یہ درویش سکون سے اپنا پیٹ پال لے گا۔ مگر اہل نظر ہونے کی وجہ سے وہ یہ بات بھانپ گیا اور اُس سونا دینے والے شخص کی بات سے نہ صرف رنجیدہ ہوا بلکہ ایک بار ایندھن کے گٹھر کو (توجہ و تصرف) سے سونا کردیا اور پھر سے اس سونے کو ایندھن کے گٹھر میں تبدیل کردیا۔ اس واقعہ کے سیاق سے مولانا روم رحمۃاللہ علیہ گفتگو مکمل کرتے ہوئے رحمت کا تذکرہ کرتے ہوئے جو ایک نصیحت ہے کہ اگر کسی کے لیے راستہ (ہموار) ہو تو کہہ دو کہ وسر قربان کرے وجہ یہ ہے کہ ایسا ان (حضوری کے حاملین درویشوں) کی رحمت اور کشش سے ہی ممکن ہے۔

وَرکسے را رہ شود گو سرفشاں
کاں بُوداز رحمت وازجذبِ شاں[38]

کیونکہ یہ شاہوں کا یہ تحفہ رشوت سے پاک ہے یہ خالص بخشش (صرف اور صرف) رحمت سے حاصل ہوتی ہے۔

بذل شاہان ست ایں بے رشوتے
بخشش محض ست ایں از رحمتے[39]

انبیاء اور خالق کے مابین ربط رحمت، جس کی وجہ سے حضوری بارگاہ الٰہی سے وہ سرشار رہتے ہیں۔ خود سپردگی کے ساتھ اسکی رحمت پر جاں نثار کرتے ہوئے شاکر رہتے ہیں۔ بالآخر

دلبر و مطلوب با ما حاضر ست
در نثار رحمتش جاں شاکر ست[40]

مولانا روم رحمۃاللہ علیہ رحمتِ خالق اور رحمتِ مخلوق میں فرق بیان کرتے ہیں۔

رحمتش نہ رحمت آدم بود
کہ مزاج رحم آدم غم بود
رحمت مخلوق باشد غصہ ناک
رحمت حق از غم و غصہ ست پاک[41]

میرے بندے مجھ سے توبہ اور وعدہ میں کمزور ہیں لیکن پھر بھی میں اس کی پرواہ نہیں کرتا، میری رحمت وسیع ہے میں رحمت سے کام لیتا ہوں۔

لیک من آں ننگرم رحمت کنم
رحمتم پر ست بر رحمت تنم[42]

کئی دوسرے مقامات کی طرح مولانا روم رحمۃاللہ علیہ دل کی نرمی اور اشکبار ہونے کو رحمت کی موجودگی قرار دیتے ہیں۔رسول اللہ ﷺ کا جہالت کی وجہ سے تمسخر کرنے والا شخص جب نادم ہوا تو آپ ﷺ نے اسے معاف فرمادیا۔اس بیان کے بعد رومی لکھتے ہیں کہ جہاں پانی کی روانی ہو سبزہ ہوتا ہے۔اور جہاں اشک رواں ہو، دل کی نرمی اور رقت ہو وہاں رحمت ہوتی ہے۔

ہر کجا آب رواں سبزہ بود

ہر کجا اشک رواں رحمت شود[43]

زاری و گریہ قوی سرمایہ ای است

رحمت کلی قوی تر دایہ ای است[44]

مثال کے طور پر

رحمتم موقوف آن خوش گریہ ہاست

چوں گریست از بحر رحمت موج خاست[45]

حضرت صالح علیہ السلام نے خود کو حوصلہ دینے کے باوجود ان کے آنسو بہ نکلے، وہ اپنی اشکباری پر حیران تھے جو بے غرض رحمت کی ان پر تجلی کی وجہ سے تھا۔

باز اندر چشم خود او گریہ یافت

رحمتے بے علتے بروے بتافت[46]

مولانا روم رحمۃاللہ علیہ استن حنانہ کا فراقِ رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ عصائے موسوی ایک معجزہ ہے آپ اس کے پس پردہ رحمتِ حق کار فرما دیکھتے ہیں۔

گر نکردے رحمت وافضال شاں

در شکستے چوبِ استدلال شاں[47]

بادشاہ اور حکمران کی طبیعت میں یہ صفت بھی ضروری ہے کہ اس کا غضب، رحمت پر غالب نہ رہے

آپ اتحاد اور جماعتِ صوفیاء کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتے ہیں

جمع کن خود را جماعت رحمتست

تا توانم با تو گفتن آنچ ہست[48]

رحمت کے حصول کا ایک ذریعہ اہل رحمت کی قربت اور سنگت ہے جسے مولانا روم رحمۃاللہ علیہ واقعات اور نصیحتوں کی مدد میں واضح کرتے ہیں۔

رحمتِ الٰہیہ کی عمومیت وعالمگیرت (Universality of Divine Mercy)

مولانا روم رحمۃاللہ علیہ کے اشعار سے واضح ہوتا ہے کہ رحمت چاہتی ہے وہ سب پر نازل ہو کیونکہ رحمت عمومیت کی حامل ہے اور نیک وبد دونو ں کو شامل ہونا چاہتی ہے۔

خواھد آں رحمت بتابد بر ہمہ

بر بد و نیک از عموم مرحمہ[49]

اس نے ہمارے سامنے گناہ کیا مگر وہ ہماری رحمت سے اچھی طرح آگاہ نہیں

او گناہی کرد و ما دیدیم لیک

رحمت ما را نمی دانست نیک[50]

مولانا روم رحمۃاللہ علیہ ایک آدمی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کرنا کہ وجود میں سب سے زیادہ سخت کیا چیز ہے۔آپ علیہ السلام نے بتایا کہ غصہ و خشمِ خدا اصعب تر ہے اور اس سے بچنے کا یہ طریقہ دنیا میں (مخلوقِ خدا) پر غصہ ترک کر دیا جائے۔کیونکہ اس شخص کو رحمت کی کیا امید ہے سوائے اس کے کہ وہ بے ہنر اس عادت سے باز آجائے۔

چہ امید ستش بہ رحمت جز مگر

باز گردد زان صفت آں بے ہنر[51]

حدیثِ نبوی ﷺ" إني لأستغفر الله وأتوب إليه في اليوم أكثر من سبعين مرة"[52] (تھوڑے مختلف الفاظ کے ساتھ) کے عنوان سے گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

رحمتِ بے حد روانہ ہر زماں

خفتہ آید واز درکِ آں اے مردِ ماں[53]

لا محدود رحمت ہر زمانے میں جاری ہے اور اے انسانوں تم اس کے علم سے روٹھے ہوئے ہو۔

اس دنیا میں ہر کوئی اپنے معاملات میں محبت، مال و دولت یا علم کے حصول میں منہمک ہوتا ہے، اس بحث میں مولانا روم کے"'فیہ ما فیہ" :

"Everyone believes that their cure, their joy, their pleasure and comfort can be found in that one thing. And that is a Divine mercy"[54]

آپ کے مطابق ہر کوئی یقین رکھتا ہے کہ اس کی صحت، خوشی و ذوق اور سکون جس سے ممکن ہے وہ رحمتِ الٰہیہ ہے۔اور اگر کاوشوں کے باوجود انسان جسے منفعت سمجھ رہا ہوتا ہے اور وہ اسے میسر نہیں آتی مگر ایک وقت آتا ہے کہ وہ رحمت پسِ پردہ نہیں رہتی بلکہ عیاں ہو جاتی ہے اور اسکی روشنی میں یہ پردہ بھی چاک ہو جاتا ہے کہ جسے میں خیر سمجھ رہا تھا وہ شر ہے اور رحمتِ الٰہیہ نے مجھے اس سے محفوظ رکھا۔

اصلاحِ معاشرہ اور رحمت (Social Amelioration and Divine Mercy)

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر تو آگ کے شر کو دفع کرنا چاہتا ہے تو رحمت کا پانی آگ میں ڈال۔ اس آبِ رحمت کا چشمہ مومن ہے محسن کی پاک روح آب حیوان ہے

گر ہمی خواہی تو دفع شر نار

آب رحمت بر دل آتش گمار[55]

چشمہ آں آب رحمت مومن است

آب حیوان روح پاک محسن است[56]

حضرت ابراہیم بن ادھم کا قصہ بیان کرتے ہوئے اچھائی اور برائی کا موازنہ اور انسان کی خود فریبی امثلہ سے بیان کرتے ہوئے خیر کے راستے پر چلنے کا درس دیتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ اُس راستے سے تیرے پاس نسیم پہنچ جائے۔ حسد کی وجہ سے رحمت کے پانی کو کیوں روکتا ہے۔

تا از آں راہت نسیمے می رسد

آب رحمت راچہ بندی از حسد[57]

معاشرتی برائی کا سد باب کرنے کے لیے لکھتے ہیں کہ اندھوں کا اندھا پن رحمتِ الٰہیہ سے دور نہیں ہے بلکہ لالچ کا اندھا پن ہے جو باعثِ عذر نہیں بلکہ رحمت سے راستوں کو مسدود کر دیتا ہے۔

کوری کورانِ ز رحمت دور نیست

کوری حرص است کہ آں معذور نیست[58]

ڈاکٹر محمد معروف شاہ اور ڈاکٹر مسرت جبین، ابن العربی کے حوالے سے ایک فار مولا بیان کرتے ہیں جس کو اختیار کرنے سے باہمی بقا اور بڑی حد تک معاشرتی اصلاح میسر آسکتی ہے

Everything is in communication with everything else. All things share in the life of God. Ibn ʻArabī chooses – and asks us to choose– life over death, love over hate, mercy over wrath and thus dialogue over conflict. In this choice alone do we fulfill our vocation and will continue to live in an increasingly fragile world and deteriorating environment.[59]

آپ سخاوت کی تلقین کرتے ہیں کہ رحمت کے بے حساب خزانے سے دے تیرے ہاتھ میں مٹی سونا بن جائے گی لہذا جو تجھ سے مانگے دیتا جا فکر نہ کر جان لے کہ خدا کی عطا بڑی شے سے بھی بہت بڑی ہے۔

ہیں زگنج رحمت بے مریدہ

دَر کفِ تو خاک گردَد زر بدہ

ہر چہ خواہندت بدِہ مندیش ازاں

دار یزداں راتو بیش از بیش دَاں[60]

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بروں کی برائی دیکھ کر برے بننے کی بجائے رحمت کا سلوک اپناؤ خود پسندی پر اکڑو نہیں

بر بدیہائے بداں رحمت کنید

بر منی وخویش بینی کم تنید[61]

دفتر پنجم میں بیان کرتے ہیں کہ دوست ودشمن کو دیکھنا جدا جدا ہے ایک کو دیکھنے سے رحمت اور ایک کو دیکھنے سے دبدبہ وسطوت کا اظہار ہوتا ہے۔

دوست بینی از تو رحمت می جَہد

خصم بینی از تو سطوت می جہد[62]

ہم کہہ سکتے ہیں کہ گویا اگر معاشرے میں دشمنی کی بجائے اچھی اور صالح سنگتیں عام ہو جائیں تو رحمت کا حصول بھی بڑھ سکتا ہے۔

یہ رحمت انسانی وجود سے پوری انسانیت کو پہنچنی چاہیے حتیٰ کہ ایک قصے میں بیان کرتے ہیں کہ میرا کتوں پر بھی رحم اور ترس ہے کہ پتھروں سے ان کی پٹائی ہوتی ہے۔

بر سگانم رحمت و بخشایش است

کہ چرا از سنگہا شان مالش است[63]

پھر ایسا بھی ہوتا ہے کہ

تیغ حلمم گردن خشمم زدہ ست

خشم حق بر من چو رحمت آمدہ ست[64]

یعنی بردباری کی تلوار نے میرے غصے کی تلوار کاٹ دی ہے اور مجھ پر اللہ کا غصہ مجسم رحمت بن گیا ہے

آپ نصیحت کرتے ہیں کہ اے انسان تشنہ بن تا کہ تجھے یہ سیرابی میسر آسکے کیونکہ جان کی کھیتی کے لیے جس میں جواہر پوشیدہ ہوتے ہیں، کی سیرابی کے لیے آب کوثر موجود ہے جو رحمت کا بادل بھرپور ہے۔

زرع جاں راکش جواہر مضمر ست

ابر رحمت پر ز آب کوثر ست[65]

دوسرے مقام پر دعا کرتے ہیں کہ لدینا محضرون کے مخفی مقام میں ان پر اب رحمت نازل فرما۔

رحمتے افشاں بر ایشان ہم کنون

در نہاں خانہ لدینا محضرون[66]

مولانا روم رحمۃاللہ علیہ نے آقا علیہ السلام اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہُ کے باہمی محبت واطاعت کے مکالمہ تذکرہ کرنے کے بعد بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بارگاہ الوہیت میں کچھ جملے عرض کیے جیسے میں تجھے دودھ پلاؤں تیری جوویں پکڑوں وغیرہ جس پر اللہ تعالی کے اس کی برائی کو (حسن نیت) کی وجہ سے حمد و تعریف میں بدل دیا مولانا روم لکھتے ہیں کہ (اے باری تعالی) اگر آپ ہم پر رحمت فرمادیں تو تعجب نہ ہو گا، آپ دعائیہ کلمات کے ساتھ اللہ کی رحمت طلب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں۔

قدح اوراحق بہ مدحی بر گرفت

گرتوہم رحمت کنی نبود شگفت[67]

ایک اور مقام پر دفتر اوّل میں بابِ رحمت کے فیض کے انقطاع نہ ہونے کیلئے بارگاہ صمدیت میں عرض کرتے ہیں کہ

باز باش ای باب رحمت تاابد

بارگاہ مالہ کفوا اُحد[68]

توبہ اور رحمت کا باہمی ربط ہے جسے قرآنِ حکیم کی درجنوں آیاتِ بیّنات میں دیکھا جاسکتا ہے۔ مولانا روم رحمۃاللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ

باز رحمت پوستین دوزیم کرد

توبہ ی شیرین چو جان روزیم کرد[69]

آپ فرماتے ہیں کہ انبیاء نے مایوسی سے منع فرمایا کہ فضل ورحمتِ الٰہیہ محدود نہیں

انبیاء گفتند نومیدی بدست

فضل ورحمتہای باری بے حدست[70]

توبہ واصلاحِ احوال اور مایوسی سے دور کرنے کے ساتھ ساتھ یہ سارا بیان گویا امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا درس ہے۔

تسلسلِ رحمت اور منتہائے کمال (A Journey towads Ultimate Reality)

آیتِ قرآنی 'یاایھاالمزمل' کی تفسیر کرتے ہوئے آخری شعر میں لکھتے ہیں کہ:

از کمالِ رحمت وموجِ کرم

میدہدہر شورہ راباراں نم[71]

رحمت کے کمال اور کرم کی موج سے پر شور زمین کو بارش اور نمی پہنچاتا ہے۔ یعنی یہ رحمتِ الٰہیہ کی وجہ سے ہے کہ شور زمین ہو یا اچھی زمین، اسکی رحمت مائل ہے کہ ہر کوئی سیراب ہو۔

مزید لکھتے ہیں کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہے اگر اسکی رحمت دیر سے شامل ہو گی تو پوری شامل ہو گی، اسکا دربار تجھے ایک لمحہ کیلئے غائب نہ ہونے دے گا۔

دیر گیرد سخت گیرد رحمتش

یک دمت غایب ندارد حضرتش [72]

جہاں تک انسانی شخصیت اور اس کے کمال کا تعلق ہے اسے بدایت سے نہایت تک رحمت کی آغوش کی ضرورت ہے کیونکہ ذاتِ عبد میں رحمت کی جلوہ گری بندے کو 'گفتہ اُو گفت اللہ بود' کی طرف لے جاتا ہے۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ تسلسلِ رحمت اور منتہائے کمال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

گفت یارب آنچہ دور رحمت است

بر گذشت از رحمت آں جا رؤیت است [73]

گویا دیدارِ حق اور قربتِ الٰہی رحمت کے تسلسل سے منتج ہوتا ہے۔ اس شعر سے قبل مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ رحمت للعالمین، حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دور کی اہمیت، شق القمر کا معجزہ اور انبیاء علیہم السلام کی یہ آرزو کہ دورِ محمدی ﷺ نصیب ہو، کے متعلق گفتگو کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے موضوعی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ جہاں آپ رحمتِ الٰہیہ کے ساتھ مخلوقِ خدا کو منسلک و مربوط دیکھنا چاہتے ہیں وہاں خالق سے مخلوق کی طرف رحمت کی فروانی اور مخلوق سے مخلوق کے مابین صفتِ رحمت سے پھوٹنے والے خیر کے چشمے کو سراہتے ہوئے دعوت دیتے ہیں کہ رحمت سے متّصف انسان معاشرے میں مثبت اور بہتر عملی کردار ادا کر سکتا ہے۔ کلامِ رومی میں مذکورہ تمام اشعار اپنے اپنے مضامین کے لحاظ سے قابلِ توجہ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ رحمتِ الٰہیہ اور تخلیق، رحمت و عدل کا باہمی امتزاج اور بہائم کے ساتھ شفقت و رحمت وغیرہ کا بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مثنوی میں بیان کردہ تصوّرِ رحمت کا استدلال کئی مقامات پر قرآن حکیم اور حدیثِ نبوی ﷺ سے کرتے ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ایسے امور کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو رحمتِ الٰہیہ کو انسانی شخصیت کی طرف لے جانے کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔ توبہ، دل کی نرمی، سخاوت اور خیر پر مبنی سوچ کا تذکرہ مثنوی میں شروع سے آخر تک ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق رحمت کی صفت رکھنے والا عقلمند اور دانا ہے اور معاشرہ میں دفعِ شر، رحمت کے عملی اطلاق سے ممکن ہے۔ مگر یہ عملی شکل رسولِ رحمت ﷺ کی اتباع اور محبت میں پنہاں ہے۔

مثنوی میں رحمتِ الٰہیہ سے مربوط مضامین کے اندر بیان کردہ تصوّرات اسلامی فکر و فلسفہ سے ہم آہنگ ہونے کے ساتھ سیاقِ جدید (Current Context) میں معاشرتی خیر و اصلاح کے لیے ناگزیر ہیں۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے رحمت کے باب میں مابعد الطبیعی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ رحمت کے عام فہم مفاہیم واقعات، امثلہ اور نصیحتوں کی شکل میں سلبی اور ایجابی نکتہ نظر سے عوام کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ رحمتِ الٰہیہ کی جھلک اور پرتو انسانی شخصیتوں میں چھلکتا نظر آئے ان دروس کے عملی اطلاق سے معاشرتی اصلاح میسر آ سکتی ہے۔ کلامِ

رومی میں ربط بین الاشعار سمجھنے کی ضرورت ہے۔اس امر کے لیے اصولِ تفسیر میں علم المناسبات کے استفادہ سے مثنوی کا کثیر الجہتی مطالعہ سے اشعار میں مضمر گوشوں سے استفادہ ممکن ہے۔

حوالہ جات وحواشی

1. Khodanych, Yuriy, Evolution of Socio-Philosophical Approaches to Mercy in the Context of Social Development, EUREKA, Social and Humanities Number 3, 2018, p.34
2. Rizwī, Sajjad, The Existential Breath of 'al-Raḥmān and the Munificient Grace of al-Raḥīm: The Tafsīr Sūrah al-Fātha of Jāmī and the School of Ibn 'Arabī, Jouranl of Qur'ānic Studies 8, No.1, 2008، p.70
3. Markosian, Ned, The Philosophical Quarterly, Vol. 63, No. 251, April 2013, p.269
4. Shahzad, Dr Qaisar, Ibn 'Arabī's Contribution to the Ethics of Divine Names, Occasional paper 57, Islamic Studies published by IRI Islamabad 2004, p 39, 40
5. Rustam, Muhammad, The Triumph of Mercy Philosophy and Scripture in Mulla Sadra, Published by State University New York Press 2012
6. Al-Jīlī, Abd al-Karīm, Universal Man (Al-Insān al-Kāmil), tr Titus Burckhardt, Suhail Academy 2000, p.26-30
7. Chittick, William C. The Sufi Path of Love: The Spiritual Teachings of Rumi. Albany: State University of New York, 1983, p. 270
8. Al-Rūmī, Jalāl ud Dīn, Mathnavī Mawlavī Ma'navī, trans Qāḍī Sajjād Ḥussain, Vol. 3, Al-Faysal Nāshrān Lahore 2006, Couplet 3635, 3636
9. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 3634
10. Ibid., Mathnavī , Vol. 1, Couplet 2035
11. Shāh Walī Allāh, Badūr ul Bāzighā, National Hijra Councel Islamabad Publication1985, p. 4,9,11,13,17-20
12. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 515, 516
13. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 2672
14. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 2124
15. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 514
16. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 3205
17. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 4167, 6166
18. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 1626
19. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 2282
20. Morris, James Winston, The wisdom of the throne: An Introduction to the philosophy of Mulla Sadra, Princeton University Press, New Jersey, 1981, p.173
21. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 1627, we may consider here couplet 1626 as quoted in reference number 18.
22. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 1643
23. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 1644
24. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 1648
25. Schimmel, Annemarie. The Triumphal Sun: A Study of the Works of Jalaluddin Rumi. Albany: State University of New York Press, 1993, p. 228, 234, 117
26. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 195
27. Ibid., Mathnavī, Vol. 6, Couplet 4261
28. Ibid., Mathnavī, Vol. 6, Couplet 1495
29. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 87
30. Al-Qur'ān (2:64)

31. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 751, 752
32. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 2725
33. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 2922, 2923
34. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 2436
35. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 2435, 2436
36. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 1807, 1808, 1809
37. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 209
38. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 712
39. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 717
40. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 2934
41. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 3632, 3633
42. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 3159
43. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 820
44. Ibid., Mathnavī, Vol. 2, Couplet 1951
45. Ibid., Mathnavī, Vol. 2, Couplet 375
46. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 2559
47. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 2135
48. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 3294
49. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 3614
50. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 4380
51. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 117
52. Ṣaḥīḥ Bukḥārī, Ḥadīth No.5973
53. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 3304
54. Al-Rūmī, Jalāl ud Dīn, Fīhi mā fīhi (Discourses of Rumi) trans A. J. Arberry, Routledge Taylor & Francis Group London 2009, p.29
55. Ibid., Mathnavī, Vol. 2, Couplet 1252
56. Ibid., Mathnavī, Vol. 2, Couplet 1253
57. Ibid., Mathnavī, Vol. 2, Couplet 3353
58. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 1706
59. Shah, Dr. Muhammad Maruf, Dr. Musarrat Jabeen, Ibn ʻArabī Passions Truth to Dialogue, Iqbal Review Lahore, Issue 59: 2,4, 2018 , p.126
60. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 2789, 2790
61. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 3416
62. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 2132
63. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 1801
64. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 3800
65. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 3218
66. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 3394
67. Ibid., Mathnavī, Vol. 6, Couplet 1093
68. Ibid., Mathnavī, Vol. 1, Couplet 3765
69. Ibid., Mathnavī, Vol. 5, Couplet 2307
70. Ibid., Mathnavī, Vol. 3, Couplet 2922
71. Ibid., Mathnavī, Vol. 4, Couplet 1489
72. Ibid., Mathnavī, Vol. 2, Couplet 2533
73. Ibid., Mathnavī, Vol. 2, Couplet 357